کریں۔اورکوئی راستہ نکالیں۔دینی جماعتوں کا فریضہ ہے کہ وہ بھی شامی عوام کے ساتھ اظہار یکجہتی کریں۔اوراس قتل عام کی شدید مذمت کریں۔اوراہل سنت کی نسل کشی پر احتجاج ریکارڈ کرائیں۔

مسلمانوں میں افتراق وانتشار کی نئی کوشش!

یوں تو پہلی صدی ہجری میں ہی مسلمان افتراق کا شکار ہو گئے تھے۔اور دو واضح گروہ سامنے آ گئے۔اہل سنت اور اہل تشیع۔اہل سنت میں وہ تمام مسلمان شامل تھے۔جو خلفاء راشدین کی خلافت کے نہ صرف قائل تھے۔بلکہ تمام صحابہ کرام اور اہل بیت کے احترام واکرام کو لازمی قرار دیتے تھے۔یہی وہ گروہ ہے جس میں محدثین اور فقہاء امت کی اکثریت شامل ہے۔اگرچہ محدثین اہل حدیث اور فقہاء اہل الرائے کہلانے لگے۔لیکن یہ دونوں طبقے بالاتفاق اہل السنّت والجماعۃ ہی رہے۔خلافت عباسیہ میں جب یونانی فلسفے نے مسلم علماء کو متاثر کیا۔تو بہت سے نئے فرقے وجود میں آئے۔جن کی گمراہی کے بارے میں دورائے نہ تھیں۔خاص کر عقیدہ توحید ''اسماء وصفات'' پر انہوں نے سلف صالحین کے منہج کے برخلاف رائے دی۔انکی فلسفیانہ بحثوں نے امت میں مزید تفریق کردی۔اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطاء فرمائے۔امام احمد حنبل رحمہ اللہ کو جنہوں نے پوری استقامت سے اس طوفان کا مقابلہ کیا۔اور آخرکار قرآن وحدیث کی روشنی میں اپنا موقف منوانے میں کامیاب ہوئے۔اس کے بعد ایسا دور بھی آیا جب صوفیاء نے بھی بعض خرافات اور بدعات کو عقائد اور شریعت کا حصہ قرار دے دیا۔اگرچہ اس وقت شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ نے ان کا راستہ روکا۔اور خالص اسلام کے عقائد ونظریات کو واضح کیا۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ برصغیر میں بھی مسلمانوں کے عقائد میں جو خرافات اور بدعات شامل ہوئیں۔اس میں صوفیاء کا بھی کردار ہے۔ہندوؤں کے درمیان رہتے ہوئے ان کی نقالی کی جاتی۔اور بہت سی رسومات کو مسلمانوں نے اپنا لیا۔یہ تو بھلا ہو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ اوران کے خاندان کا کہ جنہوں نے بڑی جرأت اور استقامت کے ساتھ اسلام کی حقیقی شناخت کو

برقرار رکھا۔ جن کے خلاف انہی خرافیوں نے کفر کے فتوے بھی لگائے۔ کون نہیں جانتا کہ برصغیر میں صوفیاء نے اپنی نسبت سے کئی فرقے بنا دیئے۔ چشتی، سہروردی، نقشبندی، اویسی، قادری وغیرہ۔ اسی طرح مولانا احمد رضا خاں قادری رضوی بریلوی نے بھی ایک حلقہ تشکیل دے دیا۔ ان کے پیروکار آج بریلوی حنفی کہلاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کے افکار ونظریات اور منہج کا بھی سلف صالحین اہل سنت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ اس کے باوجود یہاں مسلمانوں کے تمام گروہ انہیں بریلوی تو کہتے ہیں۔ لیکن اہل سنت سے خارج نہیں کرتے۔ تا کہ امت مزید افتراق کا شکار نہ ہو۔

مقام افسوس ہے کہ اس سال اگست میں چیچنیا کے دارالحکومت گروزنی میں صوفیاء کی کانفرنس ہوئی۔ جس کا عنوان تھا کہ اہل السنّت کون؟ کانفرنس کے تمام شرکاء کا تعلق مختلف صوفیاء کے سلسلوں سے تھا۔ اور یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ یہ سب سے زیادہ اہل حدیث سے خائف ہیں۔ چونکہ اہل حدیث مسلمان اہل سنت کا واحد طبقہ ہے جو کسی کی ملامت اور ستائش کی پروا کیے بغیر صحیح قرآن وحدیث کی بات کرتا ہے۔ اور عقائد میں ان مسلمہ اصولوں کا پابند ہے۔ جو صحابہ کرام اور تابعین سے منقول ہیں۔ لہذا شرکاء کانفرنس نے اپنے تحفظات کی بنیاد پر ہی اہل حدیث کو اہل سنت سے خارج ہونے کا بیان دیا۔ اور یہ نہ سوچا کہ اس صورت میں وہ تمام محدثین اور نامور فقہاء بشمول امام ابوحنیفہ کا کیا بنے گا؟ اس لیے کہ یہ صوفیاء امام اشعری کے نظریات کو عقائد میں حرف آخر سمجھتے ہیں۔ جبکہ ان کا دور بہت بعد کا ہے۔

لیکن حقیقت کچھ اور ہے اس وقت پوری دنیا میں غیر مسلم بالعموم اور امریکی بالخصوص اگر کسی سے خوف زدہ ہیں تو وہ اہل حدیث سلفی مسلک سے وابستہ مسلمانوں سے ہیں۔ لہذا وہ خود تو کچھ کر نہیں کرسکتے۔ لیکن لگتا ہے موجودہ دور کے نام نہاد مفتیان اور صوفیاء کو استعمال کرتے ہیں۔ اور صوفی کانفرنسیں منعقد کراتے ہیں۔ جس کا مقصد مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنا ہے۔ یہ خالص سیاسی مسئلہ ہے۔ اور یہ لوگ ان کے آلہ کار بن کر یہ خدمت سرانجام دیتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں فساد فی سبیل اللہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا اس بیان سے حقیقتیں تبدیل ہو جائیگی گی؟ اور اہل سنت کی نئی تعریف اور شیرازہ بندی سے واقعی اہل حدیث اہل سنت نہیں رہیں گے۔ یہ ان کی خام خیالی ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ اگر علمی اور تحقیقی پہلو دیکھا جائے۔ تو ان نادانوں کو اپنی فکر کرنی چاہیے۔ انہیں آپ نقشبندی مسلمان شاذلی مسلمان، قادری مسلمان، بریلوی مسلمان تو کہہ سکتے ہیں۔ لیکن اہل سنت والجماعۃ نہیں کہہ سکتے۔ اس لیے کہ ان کے خیالات وافکار کا اہل سنت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

اس کانفرنس کے روح رواں جامعہ الازہر کے صدر احمد الطیب تھے۔ جنہیں شیخ الازہر کہا جاتا ہے۔ یہ خود شاذلی سلسلے کے پیروکار اور ان کے گدی نشین ہیں۔ شاذلی فرقے کے عقائد اہل سنت سے مختلف ہیں۔ اس ضمن میں صوفی عبدالحلیم محمود کی کتاب ''ابوالحسن الشاذلی'' دیکھی جاسکتی ہے۔ جس میں ان کے حالات عقائد ونظریات موجود ہیں۔ اور اس کے ساتھ ان کے عقائد کے رد میں فضیلۃ الشیخ عبداللہ السبت کی کتاب ''صوفیات شیخ الازہر'' حقیقت کو واضح کرنے کے لیے کافی ہے۔ جس سے بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ کہ یہ لوگ کون ہیں۔ ان کا طریقہ عبادت اور دیگر امور اہل سنت سے یکسر مختلف ہیں۔ ایسی صورت میں یہ کس طرح اہل سنت کی تعریف کر سکتے ہیں۔ بلاشبہ اغیار نے ان کے کندھے استعمال کیے ہیں۔ اور ان کے ذریعے امت مسلمہ کو مزید انتشار سے دوچار کر رہے ہیں۔

اہل فکر ودانش سے گذارش ہے کہ وہ حالات کا بغور جائزہ لیں۔ اور دیکھیں کی صدیاں گزر گئیں کسی نے اس کو موضوع سخن نہ بنایا۔ اور یہ بات مسلمہ ہے کہ اہل حدیث ہی اہل سنت والجماعہ ہیں۔ اگر یہ نہیں تو پھر کوئی نہیں۔ اس لیے ہمارے پاس لاتعداد دلائل ایسے ہیں۔ جن کی روشنی میں یہ ثابت کرنا ذرا مشکل نہیں کہ اہل حدیث ہی دراصل اہل سنت ہیں۔ علامہ یحیٰ العمرانی الیمانی (ت 558) فرماتے ہیں۔

''فکان أصحاب الحدیث هم اهل السنة قال النبی ﷺ علیکم

بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين بعدى عضوا عليها بالنواجد وایاکم و محدثات الامور ...... الحدیث " (الانتصار فی الرد على المعتزلة القدرية الاشرار) (ج. ا ص. 107)

اسی طرح علامہ ابو الحسن البربھاری رحمہ اللہ اپنی کتاب شرح السنة الحسن (ج .ا ص. 45) میں فرماتے ہیں۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ اہل سنت والجماعت کون ہیں۔ لکھتے ہیں۔ (والسنة ما سنه رسول الله ﷺ والجماعة ما اجتمع علیه اصحاب رسول الله ﷺ فی خلافة ابی بکر وعمر وعثمان) دیکھنے کی بات یہ ہے کہ آج کون لوگ ہیں۔ جو نبی کریم ﷺ کی سنت اور خلفاء الراشدین کی پیروی کرر ہے ہیں۔ اس ضمن میں الگ سے مضمون آئے گا۔ ان شاءاللہ۔

گروزنی کی صوفی کانفرنس کو سامنے رکھ کر بعض ناسمجھ لوگوں نے آسمان سر پر اٹھالیا۔ ا ور سمجھتے ہیں کہ اہل حدیث اب اہل سنت نہیں رہے۔ اور اس پر شادیانے بجائے جارہے ہیں۔ کہ صوفی کانفرنس نے انہیں اہل سنت ہونے کا ٹکٹ جاری کر دیا ہے۔ دنیا نیوز میں مفتی منیب الرحمٰن صاحب کا کالم شائع ہوا۔ جس پر ان سے بات ہوئی۔ اور میں نے صراحتاً عرض کیا کہ آپ نے زیادتی کی ہے۔ کم از کم سلف صالحین کا دفاع کرنا چاہیے۔ اور ہم سلفی حضرات کا تعلق اسی جماعت سے ہے۔ بلکہ آپ کے بھی معتبر آئمہ خاص کر امام ابوحنیفہ بھی سلف صالحین میں سے ہیں۔ لیکن آپ کے کالم سے بہت غلط فہمی پیدا ہو رہی ہے۔ اس پر مفتی صاحب نے فرمایا کہ اب کالم چھپ چکا ہے۔ اس کی وضاحت کر دونگا۔ خاص طور پر جب یہ کالم کتابی صورت میں آئے گا۔ تو تبدیل کر دونگا۔ حالانکہ یہ وضاحت تو اسی کالم اور اخبار میں ہونی چاہئے تھی جہاں غلط فہمی پیدا ہوئی۔ اب معلوم نہیں کہ وہ یہ کام کس طرح کر پائیں گے۔ مجھے بعض احباب کی وساطت سے معلوم ہوا ہے کہ نٹ پر ان کا مزید ایک مضمون آیا ہے۔ جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ مولانا یٰسین ظفر نے میرے کام پر خوشی کا اظہار کیا ہے۔ یا للعجب! بہر حال میں نے اپنا موقف واضح کر دیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔